عبدالصمد صارم الازہری

# بینک کا سود

میں قرآن، حدیث، فقہ حنفی کے بزرگانِ دین کے اقوال کو بھی حجت مانتا ہوں، لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہوں کہ بزرگوں سے اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں۔ اور ہم کسی خاص مسئلہ میں اظہارِ خیال کا حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ تمام مذاہبِ عالم میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو حریتِ فکر کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ البتہ دورِ غلامی اور دورِ تنزل میں ایسا ہوا کہ مسلمان پست ہمت ہو گئے اور انھوں نے اجتہاد کا دروازہ بالکل ہی بند کر دیا۔ ورنہ آپ دیکھتے ہیں کہ امام محمد اور امام ابو یوسف اپنے استاذ امام ابو حنیفہ کی رائے سے عموماً اختلاف کرتے ہیں اور اس کو نہ وہ خود برا سمجھتے ہیں نہ دوسرے [illegible] ہمارے دور میں کوئی شاگرد استاد کی مخالفت کرتا تھا، اور اس کے خلاف ایک مذہبِ فقہی قائم کرتا تھا۔ وہ استاد جس کے سامنے انھوں نے کتاب کھولی اور سب کچھ اسی سے سیکھا۔ جسے آپ حنفی مذہب کہتے ہیں وہ دراصل عملی اعتبار سے امام محمد اور امام ابو یوسف کا مسلک ہے، امام ابو حنیفہ کا نہیں۔

یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کے بعد اب میں آپ کی توجہ ایک دوسرے امر کی طرف مبذول کراتا ہوں۔ قرآن نے خنزیر کو حرام قرار دیا ہے۔ شراب حرام ہے، سود حرام ہے۔ حدیث و فقہائے دین کے اقوال سے بھی متفقہ طور پر یہ ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ان کی حرمت کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اگر کوئی عالم کسی خاص ملک، کسی خاص وقت اور کسی خاص صورت میں سود کو جائز قرار دیتا ہے تو آپ اسے کافر، گمراہ یا فاسق نہیں کہہ سکتے۔ زیادہ سے زیادہ آپ اس کے فتوے کو غلط کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی نے بینک سے سود لینے کو جائز قرار دیا ہے کہ انھوں نے یہ دیکھا کہ سودی روپیہ مشن میں خرچ ہوتا ہے اور اس روپیہ سے اسلام کو زک پہنچائی جاتی ہے۔ لہٰذا

کہ کسی نے کافر یا گمراہ نہیں کہا، ایسا سود جائز ہے اور جائز کہنے والا گمراہ یا فاسق نہیں۔ لہٰذا اگر میں بھی یہ کہہ دوں کہ سود حرام ہے لیکن فلاں صورت میں سود لینا جائز ہے تو علماء کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ میری تکفیر، تضلیل و تفسیق کریں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے اجتہادی غلطی کی ہے اور میرے خلاف متانت کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔

جیسے بعض علماء نے دار الحرب یا دار الکفر میں سود لینا جائز قرار دیا ہے انھیں کوئی بھی کافر یا گمراہ و فاسق نہیں کہتا حالانکہ انھوں نے سود جیسی حرام چیز کو حلال قرار دے دیا ہے۔ ایسا انھوں نے کیوں کیا شاید اس لیے کہ اللہ، رسول اور قرآن و سنت نے جو انھیں کچھ اختیار دیا ہے اس کا انھوں نے جائز یا ناجائز استعمال کیا ہے۔ یا بعض علماء کہتے ہیں کہ کافر سے سود لینا جائز ہے تو میں بھی یہ کہتا ہوں کہ بینک سے سود لینا جائز ہے بلکہ علماء نے تو سود کو سود مانتے ہوئے اسے جائز قرار دیا ہے۔ اور میں وہ روپیہ جو بینک سے ہمیں ملتا ہے اسے سود نہیں منافع قرار دے کر جائز کرتا ہوں اور اگر کوئی اس پر مصر ہے کہ یہ بھی سود ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ سود جائز ہے جس طرح کہ علماء نے بعض حالات میں سود کو جائز قرار دیا ہے اسی طرح یہ بھی جائز سود کی ایک قسم ہے۔

قرآن پاک نے خنزیر کو حرام قرار دیا۔ آج تک کوئی عالم اس کے خلاف نہیں گیا۔ کیونکہ خنزیر ایک جانی پہچانی چیز ہے۔ قرآن نے شراب کو حرام قرار دیا۔ تمام فقہاء نے مانا کہ شراب حرام ہے۔ مگر شراب کی بعض اقسام میں اختلاف کر بیٹھے۔ اس لیے کہ وہ خنزیر کی طرح ایک مشخص شے نہ تھی چنانچہ بعض نے شراب کی کسی ایک قسم کو جائز قرار دے دیا جبکہ شوافع نے اسی قسم کو حرام قرار دیا ہے تو کیا وہ حنفی اور ان شوافع کے نزدیک تکفیر، تضلیل یا تفسیق کے مستحق ہو گئے۔ اور کیا کوئی مسلمان انھیں یہ طعن کر سکتا ہے کہ صاحب یہ وہ لوگ ہیں جو شراب کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ انھوں نے شراب کو جائز قرار نہیں دیا۔ اس کی ایک قسم کو شراب نہیں مانا، لہٰذا جائز قرار دے دیا۔ اسی طرح اگر میں یہ کہہ دوں کہ بینک کا سود جائز ہے تو کسی خاص و عام کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کہہ دے کہ یہ شخص سود کو جائز قرار دیتا ہے۔ اس لیے گمراہ اور فاسق ہے۔

قرآن نے سود کو حرام قرار دیا اور ائمہ میں اختلاف ہو گیا کیونکہ سود کوئی مشخص شے نہ تھی۔ کسی نے بیع کی کسی صورت کو سود سمجھا اور کسی نے نہیں سمجھا۔ لہٰذا کسی نے حرام کہہ دیا اور کسی نے حلال یعنی ایک مخصوص صورت کے بارے میں اختلاف ہو گیا کہ آیا یہ سود ہے بھی یا نہیں۔ اسی طرح میں بھی سود کو حرام سمجھتا ہوں لیکن بینک کے سود کو سود قرار نہیں دیتا۔ اور اگر اس پر سود کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور اس لیے اسے سود سمجھا جاتا ہے تب بھی میں یہ کہتا ہوں کہ سود کی یہ صورت جائز ہے جیسا کہ شراب اور سود کی بعض صورتوں کے درمیان خود امام ابو حنیفہ اور شافعی کا اختلاف ہے۔ الغرض اس قسم کے سینکڑوں مسائل ہیں کہ باوجود نص صریح کے ہوتے علماء نے اس لفظ کے معنی میں اختلاف کیا۔ لہٰذا حلت و حرمت میں اختلاف کر بیٹھے۔

اسلام نے معاشرے کی بہت سی برائیوں کو دور کیا۔ قبل از اسلام یہ رواج تھا کہ کوئی بے چارہ ضرورت مند روپیہ لیتا تو سود پر ملتا۔ اور سود در سود سے اس کی جان ضیق میں آ جاتی۔ یہ بات مروت کے خلاف تھی۔ اللہ نے اسے پسند نہ کیا اور سود کو حرام ٹھیرا دیا تاکہ ایک بھائی کی تکلیف سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ضرورت مند نہیں آیا کہ مجھے ضرورت ہے روپیہ ادھار دیجئے۔ ہم نے خود جا کر بینک میں اپنا روپیہ داخل کر دیا۔ مثلاً سو روپے داخل کیے، سال گزرنے پر بغیر ہمارے مطالبہ کے اپنے قانون کے مطابق بینک نے ہمیں ڈھائی روپے دے دیئے۔ یہ بینک جہاں ہمارا سو روپیہ کوئی وقعت نہیں رکھتا اور جس سے اس نے سال بھر تجارت کی ہے ہمیں ڈھائی روپے دے دیتا ہے۔ بینک کوئی فرد نہیں۔ بینک کوئی محتاج نہیں۔ بینک نے ہمارا روپیہ فقر و فاقہ کی بنا پر نہیں لیا۔ بینک نے ہمارے روپیہ سے تجارت کی ہے اور ہم بینک کو خود دے کر آئے۔ بتائیے اس میں کونسی حرمت کی بات ہو گئی۔

ہو سکتا ہے فقہاء نے جو علت دریافت کی تھی وہ اس دور کے اعتبار سے صحیح ہو یا اکثریت کے اعتبار سے صحیح بیٹھتی ہو، گو اس علت میں بھی خود امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کا اختلاف ہے۔ اور وہ علت چونکہ یہاں پائی جا رہی ہے لہٰذا آپ کہیں کہ چونکہ علت پائی جا رہی ہے لہٰذا یہ صورت حرام ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کیا آپ ان لوگوں سے تو نہیں ہیں جو حسبنا ما الفینا علیہ آباءنا کہا کرتے تھے۔ بھائی زمانہ بدل چکا ہے۔ فقہ شافعی اور فقہ حنفی اب جدید مسائل میں کام نہیں دیں گے۔

حال ہی میں مولانا مودودی صاحب نے فرمایا ہے کہ پرانی فقہ سے بینک کاری کا نظام نہیں چل سکتا۔ مولانا کی یہ بات کوتاہ بینی پر مبنی ہے۔ اور میرے خیال میں چونکہ وہ پرانی فقہ سے باہر قدم نہ مار سکے لہذا رہ گئے۔

اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ اسلام اس بینک کاری نظام کا مخالف نہیں۔ بس جیسے نظام چل رہا ہے ٹھیک ہے۔ یہ دنیوی امور سے ہے اور ہم اس میں مختار ہیں اور یہ کاروبار سود نہیں ہے۔ رہے فقہ یا مباحث سود ان کا مسئلہ تو جواب دیا جا سکتا ہے۔ اور اگر آپ کو اصرار ہے کہ نہیں یہ نظام شریعت کے مخالف ہے تو میں عرض کروں گا کہ اسلام تو شروع سے بینک کاری کا مخالف ہے۔ آپ کلام پاک کی صریح آیات نہیں پڑھتے جن میں مال جمع کرنے والوں کے لیے جہنم ٹھکانا بتایا ہے۔ لہذا مولانا مودودی کے لیکچر کا یہ عنوان کہ "اسلام کا بینکنگ نظام" یہ عنوان ہی سرے سے غلط ہے۔ صریح احادیث جمع اموال پر لعنت کرتی ہیں۔ میرے نزدیک یہ مسئلہ بھی وہی حیثیت رکھتا ہے جو اسلام میں اشتراکیت اور اسلام میں جمہوریت رکھتا ہے۔ یعنی آپ قرآن و حدیث سے اشتراکیت کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں اور لوگ کرتے ہیں۔ اور موجودہ جمہوریت کی بھی تائید پیش کر سکتے ہیں حالانکہ موجودہ مغربی جمہوریت تو اسلام میں نہیں ہے۔ نہ موجودہ اشتراکیت اسلام میں ہے۔ اسی طرح نہ بینک کا نظام اسلام میں ہے نہ کبھی ہوا، نہ اسلام نے اس کو جانا۔

ایک وہ دور بھی تھا کہ ہر منبر پر السلطان ظل اللہ من اکرمہ اکرمہ اللہ پڑھا جاتا تھا۔ ایک یہ دور ہے کہ جمہوری نظام پر آیات و احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ کہیں یہ باتیں ملوکی دور میں کوئی عالم کرتا تو پتہ چل جاتا۔

بہرحال مقصد اس تحریر کا یہ ہے کہ تمام لوگ جسے حرام سمجھ رہے ہیں وہ حرام نہیں ہے۔ لوگ خواہ مخواہ اپنے آپ کو حرام میں مبتلا سمجھ کر حرام پر جری ہوتے جا رہے ہیں۔ صدیوں پہلے کا نظام اس دنیا پر کیسے ٹھونسا جا سکتا ہے۔ ذرا آپ غور فرمائیں اور یہ بھی تو دیکھیں کہ آپ جو اصلاح چاہتے ہیں وہ اس دنیا میں چل بھی سکتی ہے اور اگر نہیں چل سکتی تو پھر ہمارے مسلمان اس دور میں حرام کھا رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسئلہ حل تو پھر یہ کیا مذہب ہوا۔

ایک کمپنی یا ایک لائف انشورنس کمپنی ہم سے روپیہ لیتی ہے، تجارت کرتی ہے تو ہم اس سے کیوں نہ لیں جب کہ ہم اس مال کو بغیر شرائط کے کسی وقت نکال بھی نہیں سکتے۔ کیا ہمارا مال مقفل نہیں ہو گیا کیا ہمیں آدھا قابض تصور نہیں کیا گیا؟ ہم اپنے فنڈ سے روپیہ نکالتے ہیں تو وہ بھی بطور قرض، کیا ہم اپنے روپیہ سے بے اختیار رہیں پر کچھ ٹیکس وصول نہ کریں اور کیوں نہ قابض جماعت سے کچھ بطور نفع حاصل کریں۔

---

## مسلمانوں کے سیاسی افکار

مصنفہ پروفیسر رشید احمد

سیاسی نظریہ سازی کی تاریخ میں مسلمان مفکروں اور مدبروں کے نظریات کی خاص اہمیت ہے لیکن ان کے نظریات کو ایک جگہ جمع کرنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔

اس کتاب میں مختلف زمانوں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے بارہ مفکروں کے نظریات پیش کیے گئے ہیں اور قرآن کے شروع میں قرآنی نظریۂ مملکت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جس کو تمام مفکرین نے اپنے نظریات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ قیمت ۵ء۷۵ روپے

---

## سیاست شرعیہ

مولانا رئیس احمد جعفری

قیمت :- ۵ روپے

ملنے کا پتہ:

سیکریٹری ادارہ ثقافت اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور

اثر صہبائی

# زندگی ہے بہشتِ سوز و گداز

تیرے در پہ مری جبینِ نیاز — آسمانوں پہ ہے مری پرواز
ہائے تیری نگاہِ شوق انگیز! — زندگی ہے بہشتِ سوز و گداز

بربطِ شام ہو کہ سازِ سحر — سن رہا ہوں میں ایک ہی آواز
موسمِ گل ہو یا کہ فصلِ خزاں — تو ہی تو شش جہت میں جلوہ طراز

برگِ گل تیرا نامۂ رنگیں — بوئے گل تیری محرم و ہمراز
آسمان و زمیں ہیں رقص کناں — ساز میرا ہے اور تری آواز

بارشِ گل ہو یا کہ بارشِ سنگ! — روح تجھ سے ہے گرمِ راز و نیاز
تو مرا کارساز و کارکشا — تو ہی غمخوار و مونس و دمساز

بسترِ گل سے ہے کہیں خوشتر — دشتِ الفت میں گرمیٔ تگ و تاز

گرمِ رقصِ نشاط صہبائی
گردشِ جام ہے نہ نغمۂ ساز